دعا مومن کا ہتھیار ... جسے آج کے مسلمان چھوڑ چکے ہیں

مولانا عمیر احمد صدیقی، کراچی

ہوا نہ چلے تو گرد جم ہی جاتی ہے، بلکہ سات تہ خانوں تک پہنچ جاتی ہے، جس سبق کو دہرایا نہ جائے اس کے نقوش مٹتے جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ بالکل معدوم ہو جاتے ہیں، جیسے کبھی تھے ہی نہیں، کچھ یہی حال ہم مسلمانوں کے ساتھ ہوا کہ بہت کچھ ہم سے اس لیے جاتا رہا کہ اس کی طرف توجہ کم کر دی گئی۔

لکھنے والوں نے نئی راہیں لیں، پڑھنے والوں کے مزاج بدلے، چھاپا خانوں کے مالکان نے بھی سادہ مگر دل سوز تحریروں کو جگہ دینا کم کر دیا۔ جس کی وجہ سے بہت سے بنیادی عنوانات لوگوں کے ذہن سے مٹتے چلے جا رہے ہیں اور ان کی اہمیت دلوں سے کم ہوتی چلی جا رہی ہے۔

ہر شخص جدت آمیز تخلیق اور نئی فکر کو ترجیح دینے لگا اور یہی زمانے کا اصول ہے... مگر اسلام کا یہ خاصہ ہے کہ یہ عالم گیر مذہب اپنے دامن میں بے پناہ ایسے عنوانات رکھتا ہے (بلکہ اگر میں کہوں کہ پورا اسلام ہی ان صفات کا مجموعہ ہے تو غلط نہ ہوگا) جو اپنی سادگی کے باوجود کبھی پرانے نہیں ہوتے، جن کی ضرورت ہمیشہ یکساں رہتی ہے۔ یہ عنوانات بار بار لکھے جانے کے باوجود بھی پڑھنے والے کو روپہلے اور تر و تازہ ہی معلوم ہوتے ہیں۔

اس ذخیرے کا ایک موتی دعا بھی ہے۔ دعا کیا ہے؟ اس کا مقام، ضرورت و اہمیت اور فضائل میں کن چیزوں کو ذکر کیا جاتا ہے؟ وہ کون سے مواقع ہیں، جن کو دعا سے خاص مناسبت ہے؟ ان تمام باتوں کے جوابات ان شاء اللہ اس تحریر میں سپردِ قلم کیے جائیں گے۔

دعا کیا ہے؟

دعا عربی زبان کا ایک عام لفظ ہے۔لغت میں اس کے معنی ''پکارنا'' اور مدد طلب کرنا ہیں اور اصطلاح شرع میں اپنے آپ کو انتہائی حقیر و ذلیل، کمتر و فقیر سمجھتے ہوئے انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ رب العزت کے حضور کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی التجا کرنا دعا کہلاتا ہے۔

دعا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں:

ذیل میں دعا کے بارے میں ایک آیت اور اس کا شان نزول ذکر کیا جا رہا ہے، جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ کس قدر اہم عبادت ہے:

جلیل القدر مفسر علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے نقل کرتے ہیں:

”ان اعرابیا قال: یا رسول اللہ، (صلی اللہ علیہ و سلم) اقریب ربنا فنناجیه ام بعید فننادیه؟ فسکت النبی صلی اللہ علیہ و سلم، فانزل اللہ: (إذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلهم یرشدون)۔ (ابن کثیر ج 1 ،البقرہ آیت:186)

ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اے اللہ کے رسول! کیا ہمارا رب ہم سے قریب ہے کہ ہم اس سے (دعا کے وقت) سرگوشیاں کریں (اور زیادہ چیخ وپکار کی ضرورت نہ رہے) یا ہمارا رب ہم سے دور ہے کہ چیخ چیخ کر پکاریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں (کہ میں ان سے قریب ہوں یا دور) سو میں قریب ہوں، جب کوئی مجھ سے دعا مانگے تو دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں، لہٰذا چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر یقین لائیں، تاکہ نیک

راہ پر آئیں‘‘۔

شاید معمولی غور وفکر کے بعد ہی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس ایک آیت میں اللہ تبارک وتعالی نے اپنے بندوں سے کس قدر محبت اور شفقت کتنے پیارے انداز میں کیا ہے کہ جب سوال اللہ کے رسول سے کیا گیا کہ اللہ قریب ہے یا دور تو اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ ’’اے نبی! آپ فرما دیجیے۔‘‘ بلکہ براہ راست فرمایا: ’’میں تو قریب ہوں، کوئی پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو جواب بھی دیتا ہوں (اور جب میں جواب دینے والا ہوں) تو مجھے پکارو اور مجھ ہی پر ایمان لاؤ‘‘۔

شاید ایسے یوں سمجھنے میں آسانی ہو کہ ایک باپ خوش کرنے کے لیے چند لمحوں کے لیے اپنے بچے کی نظروں سے اوجھل ہو جائے تو وہ بچہ دوسرے بھائی وغیرہ سے پوچھتا ہے ’’بابا کہاں ہیں؟‘‘ اور تلاش کرتا ہے اور اچانک باپ دیوار کے پیچھے سے نمودار ہو کر خود کہتا ہے ’’بابا یہاں ہیں، بابا یہاں ہیں‘‘۔

اسی طرح قرآن کی ایک دو نہیں، بے شمار آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے سے مانگنے کا نہ صرف حکم دیتے ہیں بلکہ نہ مانگنے پر سخت ناراضگی کا اظہار بھی فرماتے ہیں۔

آیئے! دعا کہ بارے میں مزید چیدہ چیدہ آیات واحادیث پر نظر ڈالتے ہوئے آگے بڑھتیں ہیں۔

عظمت دعا اور اس کا مقام:

عن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" الدعاء هو العبادة ثم قرأ: وقال ربكم ادعوني استجب لكم إن الذين يستكبرون عن عبادتي سيدخلون جهنم داخرين"۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’دعا عین عبادت ہے‘‘ پھر آپ نے سند کے طور پر یہ آیت پڑھی:

ترجمہ: تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا اور تم کو دوں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے متکبرانہ روگردانی کریں گے ان کو ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں جانا ہوگا۔''

(معارف الحدیث ج5، حدیث 71)

عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم: " الدعا مخ العبادۃ"۔ (رواہ الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دعا عبادت کا مغز (اصل جوہر) ہے۔''

کیوں کہ عبادت کی حقیقت تذلل وعاجزی ہے اور دعا میں یہ بات بدرجہ کمال موجود ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم: "لیس شیء اکرم علی اللہ من الدعاء"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے یہاں کوئی عمل دعا سے زیادہ عزیز نہیں۔'' (حوالہ بالا، حدیث 72)

لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک جب یہی سب سے افضل ہے تو اللہ کے لطف وعنایت اور رحمت کو کھینچنے کی سب سے زیادہ طاقت دعا ہی میں ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم: "من فتح لہ منکم باب الدعاء فتحت لہ ابواب الرحمۃ، و ماسُئِل اللہ شیئا یعنی احب إلیہ من ان یسال العافیۃ"۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ کو سوالوں اور دعاؤں میں سب

سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ بندے اس سے عافیت کی دعا کریں، یعنی کوئی دعا اللہ کو اس سے زیادہ محبوب نہیں۔" (بہ حوالہ بالا حدیث 74)

تشریح: اس حدیث میں دو باتیں بہت اہم ہیں، جن کا سمجھنا نہایت ضروری ہے: عافیت کسے کہتے ہیں؟ دعا کا دروازہ کھلنے کا کیا مطلب ہے؟ عافیت نام ہے "تمام دینوی واخروی اور ظاہری و باطنی، آفات وبلیات سے سلامتی اور تحفظ کا، چناں چہ جو شخص اللہ سے عافیت طلب کرتا ہے وہ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اللہ کی حفاظت اور کرم کے بغیر وہ زندہ سلامت رہ سکتا ہے اور نہ ہی کسی چھوٹی سے چھوٹی مصیبت اور بڑی تکلیف سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے اور یہ عاجزی ہی تو کمال عبدیت ہے۔

دعا کا دروازہ کھلنے کا مطلب یہ ہے کہ کیفیت دعا نصیب ہو جائے، کیوں کہ دعا دراصل ان دعائیہ کلمات کا نام نہیں جو زبان سے ادا ہوتے ہیں، ان الفاظ کو تو زیادہ سے زیادہ دعا کا لباس اور قالب کہہ سکتے ہیں، دعا کی حقیقت انسان کے دل اور اس کی روح کی طلب اور تڑپ ہے اور حدیث میں اسی کیفیت کے نصیب ہونے کو باب دعا کھل جانے سے تعبیر کیا ہے اور جب یہ نصیب ہو جائے تو اس شخص کے لیے رحمت کے دروازے کھل ہی جاتے ہیں۔

عن ابی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: "من لم يسأل الله يغضب عليه"۔ (رواه الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اللہ سے نہ مانگے اللہ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں۔"

یقیناً رحمت وشفقت کی اس سے بڑھ کر کوئی انتہا نہیں ہو سکتی۔ کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے:

الله يغضب إن تركت سؤاله
وبنى آدم حين يسئل يغضب

ترجمہ: اللہ اس وقت ناراض ہوتے ہیں جب اس سے مانگنا چھوڑ دیا جائے اور انسان سے اگر مانگا جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔

عن ابن مسعود قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم : "سلوا اللہ من فضلہ، فإن اللہ یحب ان یسأل، و أفضل العبادۃ انتظار الفرج"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ سے اس کا فضل مانگو (یعنی دعا کرو کہ وہ فضل وکرم فرمائے) کیوں کہ اللہ کو یہ بات محبوب ہے کہ اس کے بندے اس سے دعا کریں اور مانگیں اور فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید رکھتے ہوئے) اس بات کا انتظار کرنا کہ وہ بلا اور پریشانی کو اپنے کرم سے دور فرمائے گا اعلیٰ درجے کی عبادت ہے (کیوں کہ اس میں عاجزانہ اور سائلانہ طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہے)۔ (بہ حوالہ بالا، حدیث 76)

درحقیقت بات یہ ہے کہ بندوں کے مقامات میں سب سے بلند عبدیت کا مقام ہے اور دعا چوں کہ عبدیت کا جوہر اور خاص مظہر ہے (بہ شرط کہ دعا کرتے وقت انسان کا ظاہر و باطن عبدیت میں ڈوبا ہوا ہو)، اس لیے دعا کو اس قدر اہمیت دی گئی اور افضل ترین عبادت کہا گیا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم چوں کہ اس مقام عبدیت کے امام تھے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال میں سب سے غالب وصف اور حال دعا کا ہے اسی وجہ سے آپ کے ذریعے امت کو روحانی دولتوں کے جو عظیم خزانے ملے ہیں ان میں سب سے بیش قیمت خزانہ ان دعاؤں کا ہے، جو مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ سے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں یا امت کو ان کی تلقین فرمائی۔

دعا کی مقبولیت اور نافعیت:

عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم: "ان الدعاء ینفع مما انزل و مما لم

ینزل فعلیکم عباد اللہ بالدعاء"۔ (رواہ الترمذی واحمد عن معاذ بن جبل)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دعا کارآمد ہوتی ہے (ضرور فائدہ پہنچاتی ہے) ان حوادث (مصیبت اور بلاؤں) میں بھی جو نازل ہو چکے ہیں اور ان میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے، پس اے اللہ کے بندو! دعا کا خوب اہتمام کرو۔ (معارف الحدیث ج5، حدیث 77)

سبحان اللہ! کتنا بڑا احسان ہے اللہ کا کہ دعا کو ایسا فائدہ مند بنایا کہ ان مصیبتوں اور پریشانیوں کا بھی حل بنا دیا جن کا انسان فی الحال سامنا کر رہا ہے اور ان پریشانیوں کے دور کرنے میں بھی مؤثر بنایا جو مستقبل میں کبھی پیش آئیں گی۔ اب دعا کی مقبولیت اور اللہ کے نزدیک اس کے مقام کے بارے ایک اور حدیث دیکھیے:

عن سلمان قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ان ربکم حی کریم، یستحیی من عبدہ إذا رفع یدیه ان یردھما صفرا" (رواہ ابوداؤد والترمذی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے پروردگار بہت زیادہ حیا (شرم) اور کرم فرمانے والے ہیں، ان کو اپنے بندے سے شرم آتی ہے کہ جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے تو انہیں خالی لوٹا دیں"۔

شاید اب دعا کے مقام اور نافعیت کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کو مؤمن کا خاص ہتھیار فرمایا ہے اور ہر جگہ ذریعہ نجات بتایا ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں وہ عمل بتاؤں جو تمہارے دشمنوں سے تمہارا بچاؤ کرے اور تمہیں بھرپور روزی دلائے؟ وہ یہ ہے کہ اپنے اللہ سے

دعا کیا کرو رات میں اور دن میں، کیوں کہ "فان الدعاء سلاح المؤمن" دعا مؤمن کا ہتھیار ہے۔ یعنی اس کی خاص طاقت ہے۔

دعا سے متعلق چند اہم ہدایات:

بہر حال دعا اسلامی مضامین کا ایک طویل باب ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بے شمار فضائل (جن میں سے صرف چیدہ چیدہ فضائل کا بیان ہوا) کے ساتھ ساتھ اس سے متعلق کچھ خاص ہدایات اور آداب بھی بتائے ہیں، ان پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈال لینی چاہیے۔

دعا میں یقین یا بے دھیانی:

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" ادعوا الله وانتم موقنون بالاجابة، واعلموا أن الله لا يستجيب دعاءً من قالب غافل، لاه"۔ (رواه الترمذى)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب اللہ سے دعا مانگو اور دعا کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول کرے گا اور عطا فرمائے گا اور خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل (دعا کے وقت) اللہ سے غافل (بے دھیان) اور بے پروا ہو۔"

اگر دعا بے دھیانی سے کی جائے تو اس کی مثال بالکل ایسی ہوگی کہ ایک شخص بادشاہ کے سامنے اپنی فریاد اور درخواست پیش کرتے وقت بھی کبھی آسمان کو دیکھے، کبھی زمین کو، بڑی بے فکری سے کبھی مشرق کا جائزہ لے اور کبھی مغرب کے نظارے کرے، تو کیا خیال ہے کہ بادشاہ اس کی فریاد کو سن کر پورا کرے گا یا ناراض ہو کر سزا دے گا؟ شاید کوئی مہربان بادشاہ ہو تو معاف کر دے گا، ورنہ سخت سزا دے گا۔

دعا کی قبولیت کا اہم نسخہ:

انتہائی بے وفائی اور بے مروتی کی بات ہے کہ مصیبت اور پریشانی کے وقت کسی سے مدد طلب کی جائے

اوراس کے سامنے فریاد کر کے اس کی ہم دردیاں حاصل کی جائیں اور خوشی کے موقع پر اپنے معاون وغم گسار کو بھول جایا جائے اور پھر جب دوبارہ مصیبت آئے تو ایک بار پھر اس کے سامنے اپنی حاجات پیش کی جائیں۔اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عن ابی هريرة رضی الله عنه: "من سره أن يستجيب الله له عند الشدائد فليكثر الدعاء فی الرخاء"۔ (رواه الترمذی)

"جوکوئی یہ چاہے کہ پریشانیوں اور تنگیوں کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے،تو اس کو چاہیے کہ عافیت اور خوش حالی کے زمانے میں کثرت سے دعا کیا کرے۔" (الترمذی)

دعا میں جلد بازی:

فطری طور پر انسان جلد باز واقع ہوا ہے اور دعا میں جلد بازی اور عجلت طلبی دعا کی روح کے بالکل خلاف ہے،کیوں کہ دعا نام ہے عاجزی اور انکساری کا اور عجلت طلبی اور کسی کام کو جلد کروانے میں ایک عنصر حکم اور بڑائی کا ہے، جو اللہ کے سامنے سخت بے ادبی اور نادانی ہے اس لیے حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم:" يستجاب لأحدكم مالم يعجل، فيقول: قد دعوت، فلم يستجب لی"۔ (رواه البخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہاری دعائیں (اللہ کے نزدیک) اس وقت تک قابل قبول ہوتی ہیں جب تک کہ جلد بازی سے کام نہ لیا جائے (اور جلد بازی یہ ہے) کہ بندہ کہنے لگے، میں نے تو دعا کی تھی،مگر وہ قبول ہی نہیں ہوئی۔" (بخاری ومسلم)

ہم اکثر بزرگوں سے سنتے رہتے ہیں" اللہ کے یہاں دیر ہے (وہ بھی بندے ہی کی کسی بھلائی اور مصلحت

سے) اندھیر نہیں''۔

دعا قبول کیوں نہیں ہوتی ...؟

اب دعا کرنے والوں کی ایک عمومی پریشانی اور ایک اہم سوال یہ ہے کہ جب ارشاد عز اسمہ ہے (ادعونی استجب لکم) ''تم دعا کرو میں قبول کروں گا'' تو اس وعدہ قبولیت کے باوجود ہماری دعا قبول کیوں نہیں ہوتی ؟ کہ ''اللہ تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا''۔ تو اس کی چند وجوہ ہیں، جو احادیث میں بیان کی گئی ہیں:

بے توجہی، عجلت پسندی، خوش حالی میں خدا کو بھول جانا (ان کا بیان گزر چکا)، حرام چیزوں کا استعمال (ابھی یہی ہمارا موضوع بحث ہے)۔ دعا کی قبولیت کا مطلب سمجھنے میں غلط فہمی (عن قریب اس کو تفصیل سے ذکر کیا جائے گا)۔

حرام چیزوں کا استعمال:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! اللہ پاک ہے اور وہ صرف پاک ہی کو قبول کرتا ہے اور اس نے اس بارے میں جو حکم اپنے پیغمبروں کو دیا ہے وہی اپنے سب مومن بندوں کو دیا ہے۔ پیغمبروں کے لیے اس کا ارشاد ہے: ''اے رسولو! تم کھاؤ پاک اور حلال غذا اور عمل کرو صالح، میں خوب جانتا ہوں تمہارے اعمال۔'' اور اہل ایمان کو مخاطب کر کے اس نے فرمایا ہے: ''اے ایمان والو! تم ہمارے رزق سے حلال وطیب کھاؤ (اور حرام سے بچو)۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ایک ایسے آدمی کا، جو طویل سفر کر کے (کسی مقدس مقام پر) ایسی حالت میں جاتا ہے کہ اس کے بال پراگندہ ہیں اور جسم اور کپڑوں پر گرد وغبار ہے (آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے: '' یارب، یا رب، ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذی بالحرام،

فانی یستجاب لذالك؟'' یعنی یا اللہ اے میرے پروردگار کہہ کہہ کر دعا کرتا ہے اور حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس بھی حرام ہے اور حرام غذا سے اس کی نشو ونما ہوئی ہے، تو اس آدمی کی دعا کیسے قبول ہوگی؟ (رواہ مسلم، ترجمہ معارف الحدیث ج 5، ص 97)

اس پوری حدیث کا خلاصہ اس قدر ہے کہ سارے حالات ایسے مسکنت اور بے چارگی کے کہ اللہ جیسی رحیم ذات تو کیا عام مخلوق کو بھی دیکھ کر ترس آجائے، تو پھر بھی دعا کا قبول نہ ہونا صرف اس وجہ سے کہ وہ مکمل طور پر حرام چیزوں کے استعمال میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس لیے دعا کی قبولیت اور اس میں اثر پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ حرام چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔

ناپسندیدہ اور ممنوعہ دعائیں:

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ انسان فطری طور پر جلد باز اور بے صبرا واقع ہوا ہے، اس کا علم اور اس کی عقل بھی کامل نہیں، اس لیے کبھی اپنی جہالت یا بے صبری سے ایسی دعائیں کر بیٹھتا ہے جو خود اس کے حق میں، اس کے جان و مال یا اولاد کے حق میں بری ہوتی ہیں۔ اس قسم کی تمام دعاؤں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ دی گئی چند احادیث کو ذرا غور سے پڑھئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رحمت کا اندازہ لگایئے۔

عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: ''لا تدعو على انفسكم، ولا تدعوا على اولادكم، ولا تدعوا على اموالكم، ولا توافقوا من الله ساعة يسأل فيها عطاء فيستجيب لكم''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کبھی اپنے حق میں یا اپنی اولاد اور مال و جائیداد کے حق میں بددعا نہ کرو، مبادا (ہوسکتا ہے) وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہو اور

تمہاری وہ دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (پھر تمہیں خود اس کا نقصان برداشت کرنا پڑے گا)‘‘۔

یہ بہت ہی عام مرض ہے مسلمانوں میں، خاص کر عورتیں اس مرض کا بہت زیادہ شکار ہوتی ہیں۔ اپنے ہی مال واولاد کے لیے بات بات میں بددعائیں دیتی ہیں کہ: تیرا ستیاناس ہو، خدا تیرا بیڑا غرق کرے، ہائے ہائے تو بھی ایسے ہی برباد ہوگا... وغیرہ وغیرہ اور جب کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو سارے جہاں میں روتی پھرتی ہیں اور اللہ سے گلے شکوے کرنے لگتی ہیں کہ ہم ہی ملے تھے اللہ کو اور کوئی دکھا ہی نہ تھا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

موت کی دعا کا مسئلہ:

اب ایک اہم مسئلہ موت کی تمنا کرنے کا ہے کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟ تو احادیث اس بارے میں بھی بہت واضح اور بے غبار ہیں جن میں سے چند ایک سپرد قلم کر دی جاتی ہیں:

”عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم:” لا یتمنین احدکم الموت لضرٍ نزل بہ “۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم میں کوئی بھی شخص کسی سے پیش آنے والی تکلیف کی وجہ سے ہرگز موت کی تمنا نہ کرے۔‘‘

اس سے زیادہ تفصیل سے دوسری جگہ ارشاد ہے:

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم :”لاتدعوا بالموت ولا تتمنوہ فمن کان داعیا لابد فلیقل: اللھم أحینی ما کانت الحیوٰۃ خیراً لی، وتوفنی إذا کانت الوفاۃ خیراً لی“۔ (رواہ النسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم لوگ موت کی دعا نہ کرو اور نہ ہی

اس کی تمنا رکھو۔ بس اگر کوئی (پریشانی اور مصیبت کی وجہ سے موت کی) دعا کرنے پر مجبور ہی ہے، کوئی اور چارہ نظر ہی نہیں آتا، تو اللہ کے حضور میں یوں عرض کرے: ''اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے تو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو اس دنیا سے مجھے اٹھالے۔''

بہر حال یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے کہ ایک تو موت کی تمنا ہے جو کسی مصیبت اور پریشانی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ تو منع ہے جیسا کہ ابھی گزرا، کیوں کہ یہ بے صبری اور کم ہمتی کی غمازی کرتی ہے۔ اور ایک تمنائے موت یہ ہے کہ جب اللہ کے خاص مقرب بندوں کا وقت موعود قریب آتا ہے تو ملاقات خداوندی کے غلبۂ شوق میں کبھی کبھی ان سے موت کی تمنا اور دعا کا ظہور بھی ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا: (فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والاخرة توفنی مسلماً والحقنی بالصلحین) (یعنی اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے! تو ہی میرا مولا ہے، دنیا اور آخرت میں، مجھے اٹھالے، اس حالت میں کہ تیرا فرماں بردار بندہ ہوں اور مجھے ملا دے اپنے اچھے اور نیک بندوں کے ساتھ۔) اور اسی طرح آخری وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا: " اللھم الرفیق الأعلی۔" (یعنی اے اللہ! میں رفیق اعلیٰ (ذات خداندی) کا طالب و سائل ہوں) اس قبیل سے ہیں اور اسی سلسلے کی ایک کڑی معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دعا قبول ہونے کا مطلب:

ہم اپنی روزمرہ زندگی میں اس بات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ بہت دفعہ ہمارا بچہ ہم سے کسی چیز کی ضد کرتا ہے اور اپنی فریاد کو وہ اپنے لیے سب سے بہتر خیال کرتا ہے، مگر ہم کبھی نرمی سے اسے سمجھاتے ہیں، کبھی گرمی سے منع کرتے ہیں اور زیادہ شفقت کا معاملہ کرتے ہیں تو اس کی جگہ کوئی اور چیز، جو اس بچہ کے مناسب حال ہو، دلا دیتے ہیں، جو اس کے لیے نقصان دہ بھی نہیں ہوتی۔ بالکل اسی طرح اللہ بھی دعا مانگنے والوں کے ساتھ انتہائی شفقت کا معاملہ فرماتے ہوئے کبھی بہ ظاہر وہ مانگی ہوئی چیز نہیں دیتے، مگر

www.alkalam.pk

کبھی بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے، تو دیکھیے! اللہ کا معاملہ بندوں کے ساتھ دعا کے بارے میں کیسا ہے:

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال: "مابین مسلم یدعو بدعوۃ لیس فیھا اثم، ولا قطیعۃ رحم إلا اعطاہ اللہ بھا احدی ثلاث: اما ان یجعل لہ دعوتہ، وإما ان یدخرھا لہ فی الاخرۃ، واما ان یصرف عنہ من السوء مثلھا قالوا: إذا نکثر قال: اللہ اکثر"۔ (رواہ احمد بحوالہ ریاض الصالحین)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کوئی مومن بندہ کوئی بھی دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور نہ ہی قطع رحمی ہو (رشتہ ناتے کا توڑنا) تو اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ضرور دیتا ہے یا تو جو اس نے مانگا فوراً وہی چیز عطا کر دی جاتی ہے یا اس کی دعا کو آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ کر دیا جاتا ہے یا آنے والی تکلیف اس دعا کے حساب میں روک دی جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا (جب بات ایسی ہے کہ کوئی دعا بے کار نہیں جاتی) تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، اللہ کے پاس اس سے بھی زیادہ (خزانے اور کرم وعنایات) ہیں۔"

اس موضوع سے متعلق ایک اور حدیث کنز العمال جلد نمبر 2 میں مستدرک حاکم کے حوالے سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ جب اس بندے کو جس نے دنیا میں بہت سی ایسی دعائیں کی ہوں گی جو بہ ظاہر دنیا میں قبول نہیں ہوئی تھیں۔ ان دعاؤں کی مد میں (بدلے میں) جمع شدہ ذخیرہ آخرت میں جمع فرمائیں گے تو بندے کی زبان سے نکلے گا "یا لیتہ لم یجعل لہ شیء من دعائہ"۔

(اے کاش! اس کی کوئی دعا دنیا میں قبول نہ ہوئی ہوتی اور اس کا بدلہ مجھے اب ملتا)۔ (کنز العمال ج2)

دعا کی قبولیت کے خاص احوال واوقات:

بنیادی طور پر دعا کی قبولیت میں جو چیز کارگر ہے وہ اللہ جل جلالہ سے تعلق، اس سے عاجزی وانکساری اور اندرونی کیفیت کا ہے۔ بہرحال باری تعالی نے فطرت انسانی کے مزاج کو سامنے رکھتے ہوئے، دلچسپی اور تفنن کو بڑھانے کے لیے کچھ ایسے احوال واوقات رکھے ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت کی خاص طور سے امید کی جاتی ہے، ذیل میں مختصر طور پر ان مواقع کا ذکر بہ حوالہ کیا جاتا ہے، جو احادیث میں بیان کیے گئے ہیں:

۱) فرض نمازوں کے بعد۔ (معجم کبیرلطبرانی)

۲) ختم قرآن کے بعد۔ (ایضاً)

۳) اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔ (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

۴) راہ خدا میں جنگ کے وقت۔ (معجم کبیرطبرانی)

۵) بارش کے وقت۔ (ایضاً)

۶) اقامت صلوۃ (نماز قائم ہونے) کے وقت۔ (ایضاً)

۷) کعبۃ اللہ کی زیارت کے وقت۔ (ایضاً)

۸) ہر رات ایک ایسا وقت (نامعلوم) آتا ہے کہ بندہ اس میں جو دعا کرے اللہ اسے ضرور عطا کرتے ہیں۔ (مسلم شریف)

۹) جمعے کے دن ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اگر اس میں دعا کی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے اور اس میں بہت سے اقوال ہیں، البتہ دو زیادہ مشہور ہیں: عصر سے مغرب کے درمیان، جمعے کا وقت شروع ہونے سے جماعت کے قیام تک۔

۱۰) حضرت ربیعہ ابن وقاص سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین مواقع ایسے ہیں کہ ان میں انسان کی دعا رد نہیں کی جاتی ایسے جنگل یا بیابان میں ہو جہاں خدا کے سوا اسے دیکھنے والا کوئی نہ ہو اور وہ (خدا کے حضور) نماز ادا کرے (اور پھر دعا کرے)۔ وہ شخص جسے میدان جہاد میں اس کے ساتھی چھوڑ کر بھاگ جائیں اور وہ ثابت قدم رہے (اور اس حال میں دعا کرے)۔ وہ شخص جو رات کے آخری حصے (نماز کے لیے کھڑا ہو) اور دعا کرے۔'' (بہ حوالہ معارف الحدیث ج 5)

۱۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''سجدے کی حالت میں انسان اللہ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، لہٰذا اس حالت میں کثرت سے دعا کرو۔'' (بخاری و مسلم)

دعائیں جو خصوصیت سے قبول ہوتی ہیں:

یہ وہ احوال و اوقات تھے جو دعا کی قبولیت میں خاص اثر رکھتے ہیں، اب بعض دعائیں خود ذاتی طور پر ایسی مبارک ہیں جو خصوصیت سے قبول ہوتی ہیں:

حضرت ابن عباس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ پانچ دعائیں خصوصیت سے قبول ہوتی ہیں۔

۱) مظلوم کی دعا جب تک کہ وہ بدلہ نہ لے لے۔

۲) حاجی کی دعا جب تک کہ وہ لوٹ کر گھر واپس نہ آ جائے۔

۳) مجاہد کی دعا جب تک کہ وہ شہید ہو کر لا پتہ نہ ہو جائے۔

۴) بیمار کی دعا جب تک کہ وہ شفایاب نہ ہو جائے۔

۵) ایک (مسلمان) بھائی کی دوسرے مسلمان بھائی کے لیے غائبانہ دعا۔

ان سب کے بیان کے بعد یہ فرمایا کہ ’’اوران دعاؤں میں سب سے جلد قبول ہونے والی دعا کسی بھائی کے لیے غائبانہ دعا ہے۔‘‘ (رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر)

اس کے علاوہ دوسری احادیث میں یہ دعائیں بھی نقل کی گئی ہیں:

۱) باپ کی دعا (اولاد کے لیے)۔

۲) مسافر کی دعا۔

۳) روزے دار کی دعا افطار کے وقت۔ (ابوداؤد طیالسی، بہ حوالہ معارف القرآن، ج 1، البقرہ، آیت:186)

جس عبارت میں جس قدر شائستگی اور آداب کی رعایت ہوگی وہ اتنا ہی زیادہ موثر ہوگا۔یہی معاملہ دعا کا بھی ہے جس قدر آداب کو مدنظر رکھا جائے گا قبولیت کے اتنا ہی قریب ہوگا، احادیث میں دعا کے بہت سے آداب بیان کیے گئے ہیں، جن میں بے شمار حکمتیں پنہا ہیں، مگر کیوں کہ موضوع پہلے ہی بہت طویل ہو چکا ہے، اس لیے صرف آداب ذکر کیے جاتے ہیں۔

جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسرے کے لیے دعا کرتے تو پہلے اپنی ذات کے لیے کرتے۔ (الترمذی) یہ اس لیے کہ صرف سفارشی بن کر نہ رہ جائیں، محتاجی بھی ظاہر کی جائے۔ دونوں ہاتھ سینوں تک اس طرح اٹھانا کہ ہتھیلیوں کا رخ چہرے کی طرف ہو۔ (ابوداؤد، بیہقی، مصنف عبدالرزاق)

دعا کے بعد ہاتھوں کا چہرے پر پھیر لینا۔ (ایضاً)

دعا میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کے بعد درود شریف اور پھر جو دعا مانگنا چاہے وہ کرے۔

دعا کے آداب میں علامہ قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں کے درمیان تھوڑا فاصلہ بھی ہونا چاہیے، بالکل ملے ہوئے نہ ہوں۔

دعا کے آخر میں امین کہنا، جس کا مطلب ہے اے اللہ! میری یہ دعا قبول فرما! اسی لفظ پر دعا کا خاتمہ کرنا چاہیے، ابوداؤد کی ایک روایت منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعا میں آہ وزاری کرتے ہوئے سنا تو صحابہ سے فرمایا ''اگر اس نے دعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مہر ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا ہے اس کا اس نے فیصلہ کرالیا۔'' ہم میں سے ایک نے پوچھا حضور درست خاتمے اور مہر ٹھیک لگانے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' آخر میں امین کہہ کر دعا ختم کرے، اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ سے طے کرالیا۔'' (ابوداؤد)

آخری گزارش: اب تک جو کچھ بھی دعا کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے جو بہ ظاہر بہت طویل معلوم ہو رہا ہے مگر فی الواقع یہ کتب تفسیر اور حدیث میں بیان کردہ تفصیلات کا ایک چھوٹا سا حصہ اور معمولی نمونہ ہے مقصد اس پوری کوشش کا یہ ہے کہ دعا کا جو ہتھیار مسلمان کھو چکے ہیں (ایسا ہتھیار جس پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتا، کوئی اسے چھین نہیں سکتا، جس پر کوئی مال خرچ نہیں ہوتا) وہ دوبارہ اپنا لیں۔

ازراہِ کرم: دن میں ضرور کوئی ایک وقت مقرر کیجیے اور اس میں اپنے لیے، اپنے متعلقین کے لیے اور تمام عالم اسلام کے ناگفتہ بہ حالات کے لیے اللہ سے خیر وعافیت کی دعا کیجیے اور اپنی دعاؤں میں اس سیاہ کار سائل کو بھی یاد کرلیں تو یہ آپ کی مہربانی ہوگی۔

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]